میں ابونصر فارابی کو اور اسلام اور ہندیت میں تطبیق دینے میں دارا شکوہ کو سبقت حاصل ہے۔ وحدۃ الشہود اور وحدۃ الوجود میں دو جلیل القدر عارفوں شیخ احمد سرہندی اور شیخ ولی اللہ دہلوی نے کوشش کی، اور اس ضمن میں شیخ ابن عربی کا کہنا ہے۔

عقد الخلائق فی الالٰہ عقائدا

وانا اعتقدت جمیع ما عقدوہ

تطبیق کے ذیل میں مولانا سواتی نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ "..... انسانی عقل کو انتشار و تضارب سے بچا کر ایک وحدت کی طرف متوجہ کر دینا میرے خیال میں انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے ....." نیز یہ کہ تطبیق سے مراد یہ نہیں کہ دو آدمی جو ایک دوسرے کے خلاف رائے رکھتے ہیں، ان میں سے ایک کے دعوے کی سرے سے نفی کر دی جائے۔ اور نہ تطبیق سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص کے کلام کو بالکل دوسرے کے کلام کی مراد پر محمول کر دیا جائے اور اسی طرح تطبیق سے یہ مطلب بھی نہیں کہ ہر ایک مذہب کے اصول و فروع کا واقعہ کے مطابق ہونے کا دعویٰ کر دیا جائے۔ بلکہ تطبیق سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک مذہب میں جو حصہ واقعہ کے مطابق ہو، اور جتنا حصہ واقعہ سے منحرف ہو، اسے معلوم کیا جائے۔ نیز اس انحراف کے اسباب کا کھوج لگایا جائے ..... "

آخر میں ہم ایک بار پھر مولانا عبدالحمید سواتی اور مدرسہ نصرۃ العلوم کی اس علمی خدمت کا اعتراف کرنا چاہتے ہیں کہ وہ علوم ولی اللہی کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں اس قدر مفید کام کر رہے ہیں

ضخامت ۱۸۸ صفحات، بڑا سائز۔ قیمت ۳ روپے

ناشر ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ مغربی پاکستان

تذکرۂ شیخ رحمکارؒ۔ حضرت کاکا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات

مرتبہ مولانا سید میاں تاج الدین کاکا خیل۔ شائع کردہ ادارۂ اشاعت الاسلام جامع مسجد لائلپور (مغربی پاکستان)

حضرت شیخ رحمکارؒ، جو زیادہ تر حضرت کاکا صاحب کے نام نامی سے مشہور ہیں، شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ایک بڑے نامور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کا مزار تحصیل نوشہرہ

ضلع پشاور کے ایک گاؤں زیارت کاکا صاحب میں ہے اور مرجع عوام و خواص ہے، ان دیار میں حضرت کاکا صاحب کی وہی مرجعیت اور مقبولیت ہے، جو مثال کے طور پر لاہور میں حضرت داتا گنج بخش صاحب کی ہے۔

اکبر اعظم کو تخت نشین ہوئے بیس سال گزرے تھے کہ حضرت کاکا صاحب ۹۸۳ھ میں پیدا ہوئے جہانگیر اور شاہجہان کا سارا زمانہ آپ کے سامنے گزرا اور اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا کہ ۸۰ سال کی عمر میں آپ نے ۲۴ رجب ۱۰۶۳ھ میں انتقال فرمایا۔[1]

مولانا سید میاں الدین کاکا خیل نے زیر نظر کتاب میں پوری کوشش کی ہے کہ اس نامور بزرگ کی بابرکت شخصیت کی زندگی کے سارے پہلو آجائیں۔ چنانچہ ایک طرف جہاں مصنف نے آپ کے زمانے کے سیاسی حالات کا مختصر سا تذکرہ کیا ہے، جن کے پس منظر میں حضرت کاکا صاحب اور ان کی اولاد امجاد کا اس دور میں جو اجتماعی کردار تھا، اسے سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف مصنف نے طریقت کے بعض سلاسل کا بھی تعارف کر دیا ہے جس سے حضرت کاکا صاحب کے سلسلے کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اس ضمن میں ہمارا یہ احساس ہے کہ اگر مصنف اس دور کے سیاسی حالات کچھ زیادہ تفصیل سے لکھتے تو بہتر ہوتا اور کتاب کی افادی حیثیت بھی اور بڑھ جاتی۔ مسلمان قوموں میں عربوں اور شمالی افریقہ کے بربروں کی طرح پختونوں کا معاشرہ بھی قبیلہ واریت پر مبنی ہے عربوں اور بربروں میں تو بارہا ایسا ہوا کہ ان میں کوئی مذہبی شخصیت پیدا ہوئی اور اس کی دعوت نے اس قبیلہ واریت کی باہمی آویزش کو ایک حد تک وحدت میں بدل دیا۔ زمانہ حال میں اس کی مثال شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور شیخ سنوسی کی ہے، لیکن تعجب ہے کہ حضرت کاکا صاحب جیسے بزرگ جنہیں خٹک اور یوسف زئی دونوں مانتے تھے، ان دو مشہور پختون قبیلوں کی باہمی عداوت کو کم نہ کر سکے۔ اور ان کی بدولت قبیلہ وارانہ جنگوں کا خاتمہ نہ ہو سکا۔

---

[1] پشتو کے مشہور شاعر خوشحال خان خٹک کا آپ کی وفات کے متعلق یہ قطعہ تاریخ ہے۔

چوں رفت از جہاں شیخ دیں رحمکار — رجب بود جمعہ بہ و سہ ہفت
چو تاریخ فوتش، بجستم ز عقل — چنیں گفت پاکے بافقر رفت

۱۰۶۳ھ

اگر فاضل مصنف کتاب کے آیندہ ایڈیشن میں اس تاریخی مسئلہ پر روشنی ڈالیں، تو یہ ان کی بڑی علمی خدمت ہوگی۔ اور اس طرح ماضی کی اس داستان سے مستقبل کی راہیں سوجھیں گی اور آخر تاریخ کا سب سے بڑا منصب تو یہی ہے۔

حضرت کاکا صاحب محض صاحب کرامات وخوارق بزرگ ہی نہ تھے، بلکہ جیسا کہ مصنف لکھتے ھیں۔ "آپ نے علوم ظاہری کی تمام کتابیں باقاعدہ طریقہ سے پڑھ کر تکمیل کی تھی۔ اور تفسیر وحدیث اور فقہ کی کتابوں کا ابتدا ہی میں کافی عرصہ تک مطالعہ کیا تھا" کیونکہ بقول صاحب مجمع البرکات "مشائخ کرام کی عادت ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ وہ علوم ظاہری کی تکمیل اور ان سے فراغ حاصل کرنے کے بعد ہی علوم باطنہ کی طرف متوجہ ہوجایا کرتے تھے اس لئے حضرت نے ایسا ہی کیا اور پچیس سال تک علم ظاہری کے استعمال میں لگے رہے۔"

علم تصوف وسلوک میں کامل تبحر اور پوری مہارت کے ساتھ ساتھ حضرت کاکا صاحب کا علوم دینی میں یہ اہتمام ان کے ظاہر وباطن ہر دو میں جامع ہونے کی دلیل ہے۔ تقریباً اٹھارہ کتابیں تفسیر وحدیث اور فقہ واصول کی ہمیشہ آپ اپنے ساتھ مجلس میں رکھا کرتے تھے۔ تفسیر بحر المعانی کو اکثر وبیشتر استعمال میں رکھا اور اس کی طرف زیادہ توجہ رکھتے تھے۔

حضرت کاکا صاحب کے اوّلین سوانح نگاران کے صاحبزادے شیخ عبدالحلیمؒ لکھتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔

> یہ کتابیں میرے لئے چراغ راہ ہیں۔ ان کی روشنی میں زندگی کا سفر طے کر رہا ہوں اور کرتا ہوں۔ اور جو کچھ اس میں کرنے کے لئے لکھا گیا ہے اس کا عامل ہوں اور جس سے منع کیا گیا ہے، اس سے بچتا ہوں۔
>
> (مجمع البرکات ص۳۲۹)

حضرت کاکا صاحب نہ صرف ایک صاحب ریاضت ومعرفت صوفی اور ایک متبع شریعت اور وسیع المطالعہ عالم تھے، بلکہ آپ تعلیم دینی کی اشاعت میں بھی پیش پیش تھے۔ مصنف لکھتے ہیں:۔

"آپ کی نگرانی وسرپرستی میں سات مدرسے جاری تھے۔ تین مدرسوں میں تو قرآن مجید کی تدریس تعلیم ہوتی تھی اور چار مدرسوں میں فنون مختلفہ کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں ان مدارس ومکاتب سے

متعلقہ کتب خانوں میں ایک روایت کے مطابق ۱۲ ہزار اور دوسری روایت کے مطابق ۱۷ ہزار کتابیں تھیں۔ جب کبھی کسی مسئلے کی تحقیق کی حاجت پیش آتی تو آپ متعلقہ کتابیں منگاتے اور مسئلہ نکال لیتے تھے۔"

مولانا سید سراج الدین نے زیر نظر کتاب میں حضرت کاکا صاحب کے سوانح حیات کے ضمن میں ایک اور اہم تاریخی مسئلے پر بھی بحث کی ہے۔ تاریخ اسلام کی جہاں اور بہت سی بدقسمتیاں ہیں، وہاں ان صدیوں میں ایک بہت بڑی بدقسمتی مشرق وسطےٰ میں ترکوں اور عربوں اور اس برصغیر میں مغلوں اور افغانوں کا تصادم ہے۔ اگر مشرق وسطیٰ میں عرب اور ترک ایک دوسرے سے برسرپرخاش نہ ہوتے اور دونوں قوموں کے درمیان خلافت عثمانیہ کے ضمن میں اشتراک اقتدار کا کوئی سمجھوتہ ہو جاتا تو نہ ترکوں کی عظیم سلطنت کا یہ حشر ہوتا، اور نہ عرب ممالک یورپ کے استعماری طاقتوں کا یوں تر نوالہ بنتے۔ اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں مغلوں اور افغانوں کی باہم چپقلش اس سرزمین میں اسلامی سیادت و اقتدار کے بسرعت تمام زوال کا باعث بنی یہ چپقلش یوں تو شروع سے دونوں میں چلی آتی تھی۔ لیکن اورنگ زیب عالمگیر و خوشحال خاں خٹک کے باہمی اختلافات کے بعد اس نے ایک اور شکل اختیار کر لی اور معاملہ افغان قوم اور مغل اقتدار کا بن گیا۔

مصنف لکھتے ہیں کہ شاہ جہاں کے آخری دور حکومت میں جب دارا شکوہ اور اورنگ زیب میں تخت نشینی کی جنگ ہوئی، تو جہاں یوسف زئی سردار دارا شکوہ کا حامی تھا، وہاں خوشحال خٹک کی ہمدردیاں سرتاسر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھیں۔ اور جب اورنگ زیب برسراقتدار آگیا تو اس وقت بھی خوشحال خاں اس کے حامیوں میں سے تھا۔ لیکن اس کے بعد کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ اورنگ زیب نے خوشحال خاں کو قید کر دیا۔ اور دونوں میں باقاعدہ ٹھن گئی۔

اس افسوسناک صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں۔

"اور پھر قید خانہ سے رہائی کے بعد خوشحال خاں نے اورنگ کے خلاف کچھ شدید قسم کی انتقامی کارروائی شروع کی، جس سے ملک و ملت کو سخت نقصان پہنچا۔ یہ ایک طویل اور غم انگیز داستان ہے ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر حضرت شیخ رحمکار اس وقت بہ قید حیات ہوتے تو یہ صورت حال پیش نہ آتی۔ وہ خوشحال خاں کو اپنے قابو میں رکھتے اور ایک صحیح اسلامی

حکومت اور نیک دل حکمراں کے خلاف ہنگامہ برپا کرنے کی اجازت نہ دیتے"

مولانا سید سیاح الدین نے لکھا ہے کہ خوشحال خاں کا ایک فرزند بہرام خاں اپنے باپ کی اس پالیسی سے اتفاق نہ رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کے حضرت رحمکار کے صاحبزادے اور جانشین شیخ ضیاء الدینؒ کے ساتھ خصوصی تعلق اور صحیح عقیدت وارادت کی بنا پر اس نے اورنگ زیب کی مخالفت کو صحیح نہیں سمجھا اور اس بارے میں اس نے والد ماجد کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کیا چنانچہ خوشحال خاں نے اپنے اشعار میں اسے بہت برا بھلا کہا ہے۔

حضرت کاکا صاحب کی ذات گرامی کا فیض بڑا عام ہوا، روحانی طور پر بھی اور نسلاً بھی آپ کا خاندان جو کاکا خیل کہلاتا ہے اس وقت اپنی کثرت تعداد اور اثر ورسوخ کی بنا پر بڑا ممتاز ہے اور بقول مصنف کے "یہ خاندان، صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں کثرت کے ساتھ موجود ہے اور خصوصاً ضلع پشاور ضلع مردان اور ملحقہ علاقوں کے بارے میں اگر کہا جائے کہ کوئی بڑا قصبہ اور کوئی مشہور گاؤں ایسا گاؤں نہ ہوگا، جس میں قوم کاکا خیل کے کچھ افراد نہ بستے ہوں۔، تو شاید کہ مبالغہ نہ ہوگا۔" اور جہاں تک آپ کے روحانی فیض کا تعلق ہے، فاضل مصنف نے لکھا ہے۔

"صوبہ سرحد اور ملحقہ پنجاب کے دو مشہور ومعروف بزرگ جو اس عصر میں گزرے ہیں، تقریباً سب کے سب حضرت شیخ رحمکار کے فیض یافتہ اور آپ کی کیمیا نظری سے زر خالص بلکہ سنگ پارس بن گئے۔

آپ کے کثیر التعداد خلفاء اور مسترشدین تھے۔ چنانچہ مصنف کے الفاظ میں "سرحد یاغستان کے بزرگوں میں سے شاید کوئی ایسا بزرگ ہو، جو اس اصل ثابت کی شاخوں میں سے کسی شاخ کے ساتھ وابستہ نہ ہو"

بحیثیت مجموعی حضرت کاکا صاحبؒ کے سوانح حیات پر یہ ایک جامع کتاب ہے اور مصنف نے حتی الوسع اس میں آپ کے سارے پہلوؤں کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کی زبان بڑی صاف ورواں اور اس کا اسلوب بڑا سلجھا ہوا ہے، اور مطالب کو بڑے اچھے ڈھنگ سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ایک خاص خوبی، جو اس قسم کے تذکروں میں عموماً بہت کم ملتی ہے، یہ ہے کہ اس میں کرامات وخوارق کا باب ضرورت سے زیادہ لمبا نہیں اور پھر ان کے ساتھ ساتھ حضرت کاکا صاحب کے دوسرے محامد ومحاسن

بھی پیش کئے گئے ہیں۔

ضخامت ۲۰۰ صفحے۔ کاغذ معمولی، کتاب بے جلد ہے۔ اور قیمت تین روپے۔

تخلیق عالم ۔ حقیقت محمدیہ و دین محمدی کا پس منظر ۔ مرتبہ مولانا ابو احمد عبداللہ لودھانوی

زیر نظر کتاب میں "تخلیق عالم کے وقت سے حقیقت محمدیہ کے موجود ہونے کا ثبوت پیش کیا گیا ہے، جس سے آپ کا ابتدائے خلق سے اولاً و آخراً سرمداً نبی اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے" بلکہ بقول مرتب کے یہ بھی "ثابت ہوتا ہے کہ تخلیق عالم کے لئے آپ بمنزلہ علت غائیہ کے ہیں"۔

کتاب کے شروع میں تخلیق کائنات سے بحث کی گئی ہے، اور اسرائیلی روایات کے حوالے سے دنیا کی عمر بتائی گئی ہے اگرچہ ایک جگہ مرتب نے فرمایا ہے کہ "بہر حال رات اور دن کے الٹ پھیر کے واقعی اسباب خواہ کچھ ہی ہوں، زمین گھومتی ہو یا آفتاب چکر لگا رہا ہو یا آسمان گردش میں ہو۔ قرآنی مباحث کے دائرے سے یہ سوالات خارج ہیں" اور اس کی تائید میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب مرحوم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے۔

> "اس سلسلے میں اپنی تعبیروں کو عام انسانی احساسات کے مطابق اگر قرآن رہنے نہ دیتا مثلاً رات دن کے اسی قصے میں اعلان کر دیتا کہ زمین کی گردش کا یہ نتیجہ ہے تو مطلب اس کا یہی ہوتا کہ جب تک زمین کی گردش کا مسئلہ طے نہ ہوتا، قرآن پر ایمان لانے سے لوگ محروم رہتے۔"

کتاب میں حضرت آدم کی پیدائش پر بھی بحث ہے، اور بتایا گیا ہے کہ وہ کب پیدا ہوئے۔ کہاں پیدا کئے گئے۔ کس چیز سے پیدا کئے گئے۔ وہ کہاں ٹھہرے۔ زمین پر کہاں اتارے گئے۔ وہ کس دن فوت ہوئے۔ اور ان کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی گئی۔

اس تمہید کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا آغاز ہوتا ہے۔ مرتب نے یہ ثابت کیا ہے کہ "نبوت محمدیہ باقی نبوتوں کا منبع اور مخزن ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرچشمۂ نبوت و نقطۂ فیض اور دائرۂ نبوت میں فاتح و خاتم ہیں۔ آپ ہی سے نبوت چلی اور آپ ہی پر آکر ر اور منتہی بھی ہوئی۔۔۔" آخر میں ختم نبوت کے مسئلے پر بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔